

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی راٹھائیسواں اجلاس

مباحثات 2016ء

(اجلاس منعقد 5 مئی 2016ء بہ طابق 27 ربیع المرجب 1437ھجری، بروز جمعرات)

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1
2	دینیل آف چیر مین کا اعلان۔	2
2	وقہ سوالات۔	3
2	رخصت کی درخواستیں۔	4
4	تحریک استحقاق نمبر 1 مجانب عبدالملک کا کثر۔	5
7	مشترکہ تحریک التوان نمبر 1 مجانب مولانا عبدالواسع اور زنجینر زمرک خان۔	6
13	قرارداد نمبر 93 مجانب انجینئر زمرک خان اچکزئی (قرارداد منظور ہوئی)	7
16	قرارداد نمبر 97 مجانب نصر اللہ ذیرے (قرارداد منظور ہوئی)	8

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخ 05 مئی 2016ء بـ طابق 27 ربـ الجـب 1437 ہـجری، بـ روز جـurat، بـ وقت شـام 6 بـ جـدر
 20 منـٹ پـر زـیر صـدارـت، اـپـیـکـر، رـاحـیـلـہ حـمـیدـخـان درـانـی بـلوـچـسـتـان صـوبـائـی اسمـبلـی ہـالـکـوـنـہ مـیـں منـعـقـدـہـوـاـ۔
 مـیـڈـم اـپـیـکـر۔ السلام عـلـیـکـم! کـارـروـائـی کـا آـغاـزـبـا قـاعدـہ تـلاـوتـ قـرـآن پـاـکـ سـے کـیـا جـاتـا~ہـ۔
 تـلاـوتـ قـرـآن پـاـکـ وـتـرـجمـہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَجُلُ الْكَلْدُوسُ السَّلَمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَمِّمُ الْعَزِيزُ الْجَبارُ
 الْمُتَكَبِّرُ طُسْبَحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْحَالِقُ الْبَارِيُّ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ
 ط يُسَبِّحُ لَهُ، مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَوَهْرُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ط

(پارہ نمبر ۲۸ سورہ الحشر آیت نمبر ۲۳۔ ۲۲)

ترجمہ: پـاـکـ ذاتـ ہـے تمامـ عـیـبوـں سـے بـرـی ہـے۔ اـمـنـ دـینـ وـالـانـگـہـیـانـ ہـے زـبرـدـسـتـ ہـے۔ بـڑـاـبـاؤـ وـالـاـ ہـے
 بـڑـیـ عـنـظـمـتـ رـکـھـتاـ ہـے۔ یـوـگـ جـیـسـے جـیـسـے شـرـکـ کـرتـے ہـیـں اللـہـ کـیـ ذاتـ اـسـ سـے پـاـکـ ہـے۔ وـہـیـ ہـرـچـیـزـ کـاـ مـوجـدـہـ ہـے
 مـخلـوقـاتـ کـیـ طـرـحـ طـرـحـ کـیـ صـورـتـیـں بنـانـے والاـ ہـے۔ اـسـکـیـ اـچـھـیـ اـچـھـیـ صـفـتـیـں ہـیـں اوـرـاـسـیـ سـبـ سـے اـسـ کـے اـچـھـے
 ہـیـ اـچـھـےـ نـامـ ہـیـں۔ جـمـلـوـقـاتـ آـسـانـوـں اوـرـ زـمـنـ مـیـں ہـیـں۔ سـبـ ہـیـ توـاسـ کـیـ تـسـبـیـحـ وـقـدـسـ کـرتـے ہـیـں۔ اوـرـوـہـ
 زـبـرـدـسـتـ اوـرـ حـکـمـتـ وـالـاـ ہـے۔

میڈم اسپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کیلئے حسب ذیل اراکین اسمبلی کو پیش آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتی ہوں۔

- 1- انجیئر زمرک خان اچکزئی صاحب۔
 - 2- میر محمد عاصم کرد گیلو صاحب۔
 - 3- ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ صاحب۔
 - 4- جناب منظور احمد خان کا ڈاکٹر صاحب۔
- وقہہ سوالات۔ انجیئر زمرک خان صاحب اپنا سوال نمبر 181 دریافت فرمائیں۔
- انجیئر زمرک خان اچکزئی۔ سوال نمبر 181۔

میڈم اسپیکر۔ چونکہ وزیر تعلیم صاحب آج تشریف نہیں لائے ہیں اور آپ کے سوالات محکمہ تعلیم سے متعلق ہیں۔ انجیئر زمرک خان اچکزئی:- میڈم اسپیکر! میں اسمیں اتنا کھوں کہ یہ میرے سوالات تقریباً چار پانچ اجلاسوں سے چلے آرہے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ جی۔ اُسمیں کبھی آپ نہیں تھے اور کہی وزیر صاحب نہیں تھے۔

انجیئر زمرک خان اچکزئی:- اگر ہمارے سوالات کی یہ حالت ہے تو محکمہ تعلیم کی کیا حالت ہوگی۔ ہمارے سوالات پچھلے سات، آٹھ، نو مہینوں سے چلے آرہے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ میرے خیال میں ان کو 9 تاریخ کے لیے رکھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:- میڈم اسپیکر! ہمارے محترم وزیر صاحب اس وقت اسلام آباد میں ایک important meeting کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔ وہ وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ نہیں آسکے۔ میں زمرک خان صاحب سے request کرتا ہوں کہ جو next coming session کیلئے انکو deffer ہوں۔ چونکہ وہ ایک regular آدمی ہے۔ زیارت وال عموم آ جاتا ہے۔

میڈم اسپیکر:- شکریہ ان سوالات کو 9 تاریخ کیلئے deffer کیا جاتا ہے۔ وقہہ سوالات ختم، سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سراپر فراز چاکر ڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئی محمد اعظم داوی (سیکرٹری اسمبلی)۔

سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ نواب جنگیز مری صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف ضروری کام کے سلسلے میں کوہاڑو جا رہے ہیں جس کی بنا اسی میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر امان اللہ خان نو تیزی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کوئئے سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ سردار صالح محمد بھوتانی صاحب عمرے کی غرض سے سعودی عرب بیہ جانے کی بنا اسی میں کے روایا اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر ظفر اللہ خان زہری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئے سے باہر جانے کی بنا اسی میں کے روایا سیشن سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر عامر رند صاحب نے کوئئے سے باہر جانے کی بنا آج مورخہ 5 مئی تا 9 مئی 2016ء کے نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر عبدالکریم نوشیر والی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا مورخہ 5 مئی اور 7 مئی کے نشتوں سے قاصر ہنے کی وجہ سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

عبدالمالک کاٹر صاحب! آپ اپنا تحریک اتحاد نمبر 1 پیش کریں۔

عبدالمالک خان کاٹر:- میڈم اپسیکر صاحب! میں تو اپنی آنکھوں کی آپریشن کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتا ہوں۔

میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے پارلیمنٹی لیڈر مولانا عبدالواحش صاحب کو یہ پڑھنے کی اجازت دی جائے یا سردار عبدالرحمن کھیتر ان صاحب کو، وہ اسکی موزوں نیت پر بات بھی کر لیں گے۔

میڈم اپسیکر:- سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب آپ ان کی تحریک استحقاق پڑھیں چونکہ وہ کہہ رہے ہیں ”کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے اور میں نہیں پڑھ سکتا۔“

سردار عبدالرحمن کھیتران:- شکریہ میڈم اپسیکر۔ چونکہ اُنکے آنکھوں کی آپریشن ہوا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 1 میجانب عبدالمالک کا کڑ، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی۔ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا راجحہ یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 56 کے تحت تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔

تحریک استحقاق

تحریک یہ ہے کہ بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی مورخہ 3 مئی 2016ء کو میں اپنے علاقے کی ترقیاتی کام کے حوالے سے چیف انجینئر C&W کوئٹہ کے دفتر تشریف لے گیا، وہاں موجود SDO فاروق ترین جسکے پاس XEN (C&W) پشین کا قائم مقام کا چارج بھی ہے۔ اپنے علاقے کی ترقیاتی اسکیمات کے حوالے سے گفتگو شروع کی لیکن اُسکی طرف سے توجہ نہ پاکر میں نے وضاحت طلب کی ”کہ محترم! میں آپ سے مخاطب ہوں۔“ اسکے باوجود توجہ دینے کی بجائے وہ گالم گلوچ، نازیبا الفاظ کی ادائیگی کیسا تھا اپنے دیگر ساتھیوں سمیت مجھ پر حملہ آور ہوئے، جس سے میرا استحقاق محروم ہوا۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلے پر بحث کیجائے۔

دستخط۔ عبدالمالک کا کڑ، رکن صوبائی اسمبلی۔

میڈم اپسیکر:- تحریک استحقاق نمبر 1 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی تحریک استحقاق کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران:- میڈم اپسیکر! اجازت ہے۔

میڈم اپسیکر:- جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران:- گزارش ہے کہ یہ 3 مئی کا واقعہ ہے۔ on behalf of عبدالمالک کا کڑ ”کہ میں چیف انجینئر سی اینڈ ڈبليو کے دفتر گیا اور میں نے اپنے ترقیاتی اسکیمات کے حوالے سے وہاں الیں ڈی اوسا صاحب تشریف رکھتے تھے۔ میں نے اُس سے بات کرنے کی کوشش کی اُس نے مُنہ دوسری طرف پھیر دیا۔ جب میں نے دوبارہ اُسکو متوجہ کرنے کی کوشش کی کہ حضور! میں آپ سے مخاطب ہوں، بحیثیت ایم پی اے میرا ایک استحقاق ہے۔ میرا ایک پر ڈوکول ہے۔ میں آپ سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ تو وہ کسی اور طرف نکل گیا۔ literally میڈم اپسیکر! اس بندے نے اپنے جو اسکے زبان تھی، نازیبا زبان استعمال کی۔

میں پونکہ ایک شریف انسان ہوں۔ اُسکے بعد وہ literally اُٹھا اور میرے ساتھ اُس نے ملکے بازی شروع کر دی۔ اُسکے ساتھیوں نے مجھے پکڑ لیا۔ چیف انجینئر کے آفس میں جو لوگ موجود تھے، انہوں نے بیچ بچاؤ کیا۔ میڈم اسپیکر! بات یہ نہیں ہے کہ اپوزیشن یا ٹریشوری پیچ کی ہے، ہم سب یہاں جو بھی بیٹھے ہیں، عوامی نمائندے ہیں، منتخب ہو کر کے آئے ہیں۔ ہم لوگوں کا ایک پروٹوکول ہے، ایک عزت ہے، اس چیز سے ہٹ کر کہ ہم ایم پی اے ہیں۔ قبائلی، یہ بلوچستان ہے۔ یہاں پر مختلف قبائل آباد ہیں۔ ہم ایک دوسرے کی عزت کرنا جانتے ہیں، عزت دیتا جانتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! آج یہ چیز میرے ساتھ ہوئی ہے۔ کل اگر یوروکریٹس کا یہ روؤی رہا، اُس طرف بھی بھی سلسلہ ہو سکتا ہے۔ اور یہاں میڈم اسپیکر! صرف استحقاق کی بات نہیں ہے، یہاں قبائلی نظام ہے۔ ہر بندہ یہاں قبائل سے جڑا ہوا ہے۔ یہ چیزیں پھر لمبی چلی جاتی ہیں۔ معمولی معمولی باتیں لمبی چلی جاتی ہیں میڈم اسپیکر۔ آپ روزانہ اخبارات میں ملاحظہ کرتی ہوئی۔ ہوم فنڈر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انکا ایک گارڈ کی دوسری گارڈ کی ساتھ تخت کلامی ہوئی۔ پورا سیکرٹریٹ بند ہو گیا۔ وزر اصحاب کا، ایم پی اے صاحبان کا، سیکرٹری صاحبان کا داخلہ بند کر دیا گیا وہاں اور ایک جو منتخب نمائندہ ہے، اُسکے ساتھ اس قسم کا اقدام، آپ خود اس کا فیصلہ کر سکتی ہیں۔ ہمارے Leader of the House بیٹھے ہیں۔ میں ان پر چھوڑتا ہوں۔ وہ ایک قبیلہ کے سربراہ ہیں، چیف ہیں، نواب ہیں، Leader of the House ہیں۔ میں یہ انصاف اُن پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اس بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں گزارش کروں گا تمام ایوان سے کہ ایک میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے بلکہ یہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا قانون کے مطابق اس آفیسر کے خلاف کارروائی کی جائے۔ میڈم اسپیکر! اگر یہ ایوان سمجھتا ہے کہ یہ کارروائیاں ہوتی رہیں۔ آج یہ فاروق ترین نے کیا ہے۔ کل ایک Sub-Engineer کریگا۔ کل ایک XEN کریگا۔ کل اس سے ہٹ کر ایک DSP کریگا۔ کل ایک سیکرٹری کریگا۔ یہ روایت کوئی اچھی روایت نہیں بنے گی۔ میں مختصرًا قائد ایوان پر اور چیف آف جھالاوان پر اس کا فیصلہ چھوڑتا ہوں کہ وہ اُسکے بارے میں کیا کرتے ہیں۔ thank you very much۔“

سردار رضا محمد بڑیج و زیر مکملہ قانون و پارلیمنٹی امور :- میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:- جی آپ اسی تحریک کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟۔ جی پلیز۔

سردار رضا محمد بڑیج و زیر مکملہ قانون و پارلیمنٹی امور :- حقیقتاً یہ ایک serious مسئلہ ہے۔ اور اس پر تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے۔ اور اس تحریک استحقاق کی ہر ممبر یہاں اسکی حمایت کریگا۔ لیکن میں ایک چیز یہ عرض کرنا

چاہتا ہوں۔ ہمارے پاس تحریک استحقاق کیلئے استحقاق کمیٹی موجود ہے۔ اگر ہم اس مسئلے کو وہاں refer کرتے ہیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ خوبی سے حل ہو سکتا ہے اور اس پر بہتر گنجائش ہے اسکا حل نکالنے کیلئے، انشاء اللہ۔ Thank you madam.

سردار عبدالرحمن کھیڑان:- میڈم اسپیکر! سردار صاحب نے بجا فرمایا ہے۔ مجھے اُس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔ میں پھر اپنے الفاظ کو press کروں گا کہ میں ایک قابلی نواب اور لیڈر آف دی ہاؤس پر چھوٹا ہوں کہ وہ اس آفیسر کے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے؟ مجھے قبول ہے۔ استحقاق کمیٹی کے پاس چلا جائے مجھے قبول ہے۔ اسکو یہاں CM صاحب kill کر دیں مجھے قبول ہے۔ میں اس چیز کو own کروں گا۔

میڈم اسپیکر:- سردار صاحب! اسکے اوپر ویسے rules ہیں، accordingly جس طرح سے ہمارے rule کے مطابق مطلب اگر یہ دیکھا جائے کیونکہ Minister Law نے کہا۔ اس پر rule ہیں۔ اس کے مطابق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے، تاکہ وہ full-fledge تمام معاملات دیکھے۔ اور اُس میں یہ دیکھے کہ کس طرح سے۔ چونکہ تمیں ثبوت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکو proof بھی کرنا ہوتا ہے۔ تو نواب صاحب اس position میں اگر اس وقت ایکدم فیصلہ کر گیے تو کہیں ایسا نامہ ہو کوئی ایسا چیز ہو جائے جو کسی بھی پارٹی کیلئے وہ ہو۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ کا استحقاق جس طرح سے law and rules کے مطابق ہے۔ Minister Law نے بھی کہا اور ہماری قواعد و انصباط کا رکھی یہی کہتا ہے کہ اس معاملہ کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ آپ اس پر اعتماد کریں۔ کیونکہ استحقاق کمیٹی بھی اسمبلی کی ہی کمیٹی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان :- میڈم اسپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نواب صاحب کو۔۔۔

میڈم اسپیکر:- جی نواب صاحب۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- محترمہ میڈم اسپیکر صاحبہ! ابھی ڈاکٹر صاحب سے میں حال احوال کر رہا تھا تو مجھے ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میرے آنے سے پہلے ہی مولانا واسع صاحب، سردار صاحب شاہید وہ بیٹھے ہیں، کوئی انہوں نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ اسکو کمیٹی کے سپرد کیا جائیگا۔ اور میں یقین دلاتا ہوں معززر کن کو کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں، جو بھی سفارشات آئیں گی۔ اگر میرے آنے سے پہلے آپ لوگ فیصلہ نہیں کرتے تو یقیناً میں اسکے خلاف آج ہی کارروائی کا آرڈر رکرتا۔ لیکن چونکہ مولانا صاحب اور آپ سب لوگ بیٹھ کر فیصلہ کر چکے ہیں۔ تو میرے خیال میں اس کمیٹی کا فیصلہ آجائے۔ اسکے بعد دیکھ لینے اور انشاء اللہ اگر اُس نے، آپ کے

ساتھ جو آپ کہر ہے یہ اگر اُس نے زیادتی کی ہے۔ حقیقتاً ہمیں تو نظر آ رہا ہے کہ اُس نے زیادتی کی ہے۔
تو SDO نہ ہو چاہے جو بھی ہو، تو انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے، اُسکا ازالہ کریں گے اور سخت سخت سزا اُسکو دینے گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

میدم اسپیکر:- جی اپوزیشن لیڈر، مولانا عبد الواسع صاحب۔

مولانا عبد الواسع (قائد حزب اختلاف):- شکریہ میدم اسپیکر صاحب۔ کیونکہ اس پر سردار صاحب اور ہمارے سب دوستوں نے برہمی کا اظہار کر دیا۔ اور ظاہر بات ہے ہاؤس سے باہر ڈاکٹر صاحب وہاں تشریف فرماتھے اور سب پارٹیوں کے لوگ اور یہ تمام صورتحال۔ نواب صاحب! یہ آپ کیلئے ہم نے چھوڑ دیا ہوا ہے۔ اور پھر وہ آپ کے حکومتی پارٹی کے ارکان بھی آپ سے بات کریں گے۔ جو بھی آپ لوگ مناسب سمجھتے ہیں، اُس پر ہم، جیسا کہ سردار کھیت ان صاحب نے کہہ دیا۔ اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اُس پر، اُسی کے، فیصلے کے مطابق آپ اس پر عملدرآمد کرائیں۔

میدم اسپیکر:- مذکورہ تحریک استحقاق کو چونکہ باضابطہ قرار دی جاتی ہے۔ اور اُسکو متعلقہ استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ کمیٹی جلد از جلد ایک ہفتے کے اندر اس پر کارروائی کر کے اپنی روپورٹ پیش کریں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

مولانا عبد الواسع، قائد حزب اختلاف اور نجیب زمرک خان اچکزئی صاحب میں سے کوئی ایک محرك اپنی مشترکہ تحریک التوانہ 1 پیش کریں۔

تحریک التوانہ 1

قائد حزب اختلاف۔ شکریہ میدم اسپیکر۔ مشترکہ تحریک التوانہ 1۔ ہم اسمبلی قواعد انصباط کا رجسٹری 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتے ہیں۔

تحریک یہ ہے کہ پاک جیمن اقتصادی راہداری کے مغربی روت کو مسلسل نظر انداز جبکہ مشرقی روت پر کام کیلئے ٹینڈرز بھی طلب کئے جا چکے ہیں۔ مزید برآں اسٹینڈنگ کمیٹی برائے مواصلات نے مورخہ کیم می 2016ء کو کوئی میں ایک اعلیٰ سطح کی منعقدہ میٹنگ میں اقتصادی راہداری کے مغربی روت کے بارے میں اپنے تحفظات کا بھی اظہار بھی کیا۔ (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لا یا جائے۔

میدم اسپیکر۔ تحریک التوانہ 1 پیش ہوئی کیا محکمین اپنی مشترکہ تحریک 1 التوانہ 1 کی

admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

قائد حزب اختلاف۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! گزارش یہ ہے کہ اقتصادی راہداری پاکستان کے تاریخ میں ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے اور ایک بہت بڑا معاہدہ ہے۔ پاک، چین ترقیاتی منصوبہ جو ہے اور اگر ہم یہ کہا جائے، ہم حق بجانب ہے میڈم اسپیکر صاحبہ کہ یہ راہداری جب ممکن بناتو یہ گواہی کی وجہ سے ہے اور بلوچستان ہی کی وجہ سے یہ راہداری ممکن بن سکا۔ اور چاہتا جب اتنی بڑی سرمایہ کاری ادھر کریں گے پاکستان کے اندر میرے خیال میں یہ گواہی کی وجہ سے ادھر اتنی بڑی سرمایہ کاری کیلئے کیونکہ 45 ارب ڈالر 46 ارب ڈالر جب سرمایہ کاری کریں گے۔ اب سوال یہ ہے میڈم اسپیکر صاحبہ! کہ اب ان اتنے بڑے منصوبے سے اور اتنے بڑے معاہدے اتنے بڑے سرمایہ کاری سے جو چاہتا ادھر پاکستان کے اندر کرتے ہیں اور یہ بھی اتفاق ہے اس پر بھی کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ یہ گواہا گرنہ ہوتا تھا تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پینتائیس یا چھتائیس ارب روپے کا اتنا بڑا منصوبہ اور اتنا بڑا اقتصادی راہداری ادھر ممکن ہو جاتا تھا۔ دیکھیں! جب گواہی کی وجہ سے اور اس پر بھی اتفاق ہے اور پاکستان کے اندر اور اتنے بڑے پراجیکٹ جو کام اور اتنے بڑے راہداری پر کام شروع ہے تو بلوچستان کے حوالے سے میڈم اسپیکر صاحبہ! ہم روز اول سے یہی پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے بھی بارہا ہم سے اور بلوچستان کے عوام سے اور بلوچستان کے کابینہ سے حکومت سے معافیاں بھی مانگیں۔ وقتاً فوقاً کبھی فوجی حکومتوں نے بھی معافیاں مانگی۔ جب جنرل مشرف صاحب ادھر آئے تھے تو کابینہ کے سامنے بلوچستان حکومت اور بلوچستان کے عوام سے اور اہل بلوچستان سے انہوں نے معافی مانگی۔ اور پھر جب جمہوری حکومت آیا۔ زرداری صاحب کی گورنمنٹ تھی تو بھی انہوں نے بلوچستان کے عوام سے باقاعدہ کیونٹ میں بلوچستان کے اندر انہوں نے بلوچستان کے عوام سے انکے ساتھ نا انسانیوں پر انہوں نے معافی مانگی۔ اب میڈم اسپیکر صاحبہ! جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں۔ لیکن ہر ایک کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور ہم پہلے کہے ہوئے پر صرف یہ کر سکتے ہیں کہ معافی مانگیں۔ اور کچھ ہم ابھی تدارک تو نہیں کر سکتے ہیں لیکن آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ یا ہو گا یہ کوئی نہیں کہے گا۔ لہذا میڈم اسپیکر صاحبہ! جب ہمارے ساتھ ان تینوں باتوں پر اتفاق کے یہ راہداری جب ممکن بن سکا تو یہ گواہی کی وجہ سے اس پر پورے پاکستان کا اتفاق ہے اور اس پر بھی جب اتفاق ہے کہ بلوچستان کی ساتھ 65 سال سے مسلسل زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ جبکہ جو انکے حق ہیں انکو اپنا حق نہیں دیا جاتا ہے این ایف سی کے حوالے سے وہ تو بھی اور یا گیس کے حوالے سے ہو تو بھی یا ہمارے ذخائر اور وسائل کے مطابق ہو۔ تو بھی اور جب گواہی کی بات آئی تو آپ کو معلوم

ہے کہ بلوچستان کے اندر ایک شورش اور وہاں کچھ لوگ خود غرض ہم انکو کہتے ہیں ملک ڈھن لیکن انہوں نے ہمارے نوجوانوں کے جذبات اس بنیاد پر استعمال کر کے کہ کیونکہ ہمارے 65 سالہ تاریخ تو انکی سامنے ہیں اور ان نوجوانوں کو ورغلایا جا رہا تھا کہ اب گواہ اور یہ اقتضادی راہداری جب بن جاتے ہیں تو آسمیں بھی بلوچستان کو کچھ کچھ نہیں ملتا ہے۔ جبکہ صورتحال بھی اسی طرح بن رہا ہے اور بلوچستان کو کچھ نہیں ملتا ہے تو اس صورتحال میں، آپ کو معلوم ہے کہ پوری ایک تحریک اُٹھے گی۔ تمام سیاسی جماعتوں نے اور مغربی روٹ کا انہوں نے ایک نام دیدیا کہ مغربی روٹ۔ بلکہ ہم نے کہا کہ مغربی اور مشرقی کا ہمیں پہنچنے والے ہوتا وہ کس الامنٹ کو مغربی کہتے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں الامنٹ بھی انکو واضح کر دیا کہ اگر بلوچستان کو فائدہ پہنچانا ہے اور اس روٹ سے فائدہ پہنچانے کی کوئی ارادہ رکھتے ہیں تو یہ وہاں جب ناگ، بسیمہ سے گزر کے تو قلات، سوراب، قلات، مستونگ، کوئٹہ، قلعہ سیف اللہ، ژوب اور ڈیرہ اسماعیل سے ہوتے ہوئے اگر اس الامنٹ پر اور اس راستے سے یہ روٹ نکل جاتے ہیں، یہ راہداری نکل جاتے ہیں تو بلوچستان کے عوام یہ محسوس کرتے ہیں کہ گواہ بیشک ہمارا ہے۔ بلوچستان کے لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں اور انکے جتنی بھی لوازمات ہے راہداری کے حوالے سے سب کچھ ہو۔ لیکن میڈم اسپیکر صاحبہ یاد ہے آپ کو تمام سیاسیوں کے تین چار میٹنگ ہوئے لیکن آل پارٹیز کا فرنٹس ہوئی۔ اور آل پارٹیز کا فرنٹس میں طے ہو گیا کہ مغربی روٹ کو ترجیحی بنیاد پر لینی مغربی روٹ کو انہوں نے یہ کہہ دیا جس الامنٹ کا ذکر میں نے کر دیا۔ اب انہوں نے ترجیحی بنیاد پر وعدہ کر دیا، پورے قوم کیسا تھا وعدہ ہو گیا اور تمام سیاسی قائدین آسمیں شریک تھے۔ چھوٹے اور بڑے جتنی بھی سیاسی جماعتوں تھے، انکے سربراہان آسمیں شریک تھے اور اس پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اب میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ جو اسٹینڈنگ کمیٹی آئی ہیں، اب آسمیں ہمارے جتنے بھی اس ہاؤس میں ہم تشریف فرمائیں جتنی بھی سیاسی جماعتوں ہیں ہر ایک جماعت کے، آسمیں عثمان خان کا کڑ جو پستونخواہی عوامی پارٹی سے ہیں انکے تحفظات ہیں۔ داؤد جو عوامی نیشنل پارٹی کے ہیں انکے تحفظات ہیں اور اس کا تحفظات کا ادھرا ظہرار آیا ہے۔ اور جو یہاں میں جتنے بھی سنیٹرز کا سعید احسن مندوخیل ہے جتنے بھی ہمارے بلوچستان کے سینیٹر۔ ایک این اے جتنے بھی ہیں وہ اس پر اپنے تحفظات کا اظہار اس بنیاد پر کر دیا۔ کہ وعدہ کچھ ہوا تھا اور اب جو ترجیحی بنیاد پر مغربی روٹ کو شروع کرنا تھا اب مشرقی روٹ کے سارے ٹینڈر بھی طلب کر لیے گئے ہیں۔ اور ٹینڈر کے اس پر کام بھی تیز رفتاری سے شروع ہے۔ تو یہ ترجیح کا کیا مطلب ہے۔ یعنی اس کا یہ مطلب نہیں لیا جاتا ہے کہ ہم سے پہلے بھی معافیاں مانگتے لیکن کرتا کچھ بھی نہیں ہے۔ اب یہ صورتحال ہمارے سامنے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ نواب صاحب بھی تشریف لا پکے ہیں، تو میری

گزارش ہے تمام سیاسی زمماء سے اور تمام پارلیمنٹی پارٹیوں سے، حکومت اور اپوزیشن جتنے بھی ہیں یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے اور اتنے بڑے فورم پر ہمارے ساتھ اور قوم کیسا تھوڑا وعدہ کیا گیا ہے تو میرے خیال اگر اس وعدے کو بھی نظر انداز کیا گیا اور اسکو بھی پس پشت میں ڈال کر کے اور ان ترجیحات کو دوسرا ترجیحات میں تبدیل کر لیا تو میرے خیال یہ قوم اور اس ملک کیلئے ایک الیہ سے کم نہیں ہوگا۔ لہذا اس تحریک کا اور اس کمیٹی کے تحفظات آنے کے بعد ہمارے خدشات مزید بڑھ گئے ہیں بلکہ اتنا زیادہ تشویش پایا جاتا ہے بلوچستان کے اندر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے لوگ بلوچستان کے جوان بلکہ میں نے کئی میٹنگوں میں تمام اُن اداروں سے اُن قتوں سے حکومتی حلقوں سے وزیر اعظم تک میں نے اس بات کا اظہار کیا ہوا ہے کہ اگر یہ تمام پارلیمنٹی سیاست کرتے ہیں یہ لوگ اگر آپ نے اسکے ہاتھ کو کمزور کر لیا اور اسکی مجائے ترجیحات آپ نے اور معین کر دیا تو پھر ان لوگوں کے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے جو لوگ ہمارے نوجانوں کو غلط راستے پر ڈالنا چاہتے ہیں اور ملک کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں اور انکے جذبات اس طرح استعمال ہو جاتے ہیں۔ لہذا اخراج انصاف کا تقاضاء بھی یہی ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں (عربی)۔ انصاف کے بعد اور انصاف تو تقویٰ کے قریب ہے۔ لہذا انصاف کا تقاضا ہے کہ ہمارے وسائل پر اب 65 سال کے بعد ہمیں خدار! حق دیا جائے اور وعدے کے مطابق دیا جائے۔ عوام اور پارلیمنٹ اور تمام سیاسی جماعتوں کی فیملے کے مطابق دیا جائے۔ ہم کسی صوبے کے مخالف نہیں ہے ہم کسی قوم کے مخالف نہیں ہے ہم کسی کے حق نہیں مانگتے لیکن ہمارا حق پورا حق جو تم لوگ مانتے ہیں جو تم لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے جو تم لوگ ترجیحات معین کرتے ہیں انہی ترجیحات کے مطابق ہمیں اپنا حق دیا جائے یہ پاکستان کے فائدے میں بھی ہے اور پاکستان کے بقاء اور سالمیت کے ضامن بھی ہے اور اس قوم کے ترقی کے ضامن بھی ہے لہذا آپ کا روائی روک کر اس پر بحث کیا جائے تاکہ ہمارے اس بلوچستان کے عوام کا تشویش یا ختم ہو جائے یا کم یا ہم ان کیلئے ایک ترتیب بنایا جائے میں تمام اراکین سے گزارش کرتا ہوں کیونکہ نواب صاحب اب الحمد للہ اب چیف منستر اور یہ مسلم (ن) سے تعلق بھی رکھتے ہیں تو ایک وفد بنائ کر کے اور بلوچستان کے اس حق اور اس ترجیح کیلئے اس وعدے کیلئے ایک بہت بڑی بات انکے ہاتھ میں ہے اور جا کر کے اور یہ پاکستان اور بلوچستان کی عوام کے بقاء کا ضامن ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

میڈم اسپیکر۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ میڈم اسپیکر! گورنمنٹ کو اس تحریک اتواء پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم اس تحریک اتواء کو support کرتے ہیں۔ لیکن ایک technical problem آرہا ہے اسکو مولا نا

صاحب دیکھیں، زمرک خان، اگر وہ کہتے ہیں کہ تحریک التوا اور قرارداد جو لایا ہے، ان دونوں کی روح ایک ہے۔ اب اسکو س طرح آپ جوڑ کے رکھ لیتے ہیں یا اپوزیشن کہتا ہے کہ نہیں اسی طرح رکھیں۔ ہمیں ویسے دونوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ان دونوں کو دیکھنا چاہئے technically کہ تحریک التوا بھی ایک جیسا ہے اور قرارداد کا بھی روح ایک جیسا ہے۔ تو اس پر آپ decide کر لیں، اپوزیشن کر لیں، We have no objection.

میڈم اسپیکر۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ میڈم اسپیکر! قرارداد اور تحریک التوا میں فرق ہے۔ کہ جو سی پیک کے حوالے سے جو مولانا صاحب نے بات کی اور انہوں نے جو تحریک التوا پیش کی ہے۔ یہ تحفظات ابھی اُٹھے ہیں کیونکہ کچھ غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں اُنکے سامنے کہوں کہ ہماری جو فیڈرل گورنمنٹ میں ہیں، جو بھی حکمران بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ہمارے بلوجتن کی ساتھ جو game کھیل رہے ہیں، ہمیں وہ واضح کر دینا چاہیے۔ کمیٹی آئی ہوئی ہے اور کمیٹی نے دیکھ کے پورے جو ٹیم آئی ہے، اس نے visit کر دیا، پورے route کے ساتھ چل کے انہوں نے کہا ”کہ جی کام جاری ہے“۔ فیڈرل گورنمنٹ تو یہی کہتی ہے ”کہ کام جاری ہے۔ جلد سے جلد complete ہو گا“۔ یہاں تک کہ اس پر نہ کوئی design نہ کوئی feasibility report بنی ہوئی ہے نہ land acquisition ہوا ہے۔ تو کام کدھر سے جاری ہے؟۔ یہ اس پر میں تھوڑا سابات کروں گا لیکن جو قرارداد ہے ڈاکٹر صاحب! قرارداد جو مغل کوٹ کے حوالے ہے، اسکا سی پیک سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ وہ تو National Highway کا ایک پراجیکٹ ہے جو چل رہا ہے۔ اور یہ جو سی پیک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر اسکو سی پیک کا حصہ ظاہر کیا گیا ہے تو یہ ہماری پھر ہماری کمزوری ہے۔ اسکو ہمیں ماننا چاہیے یہ نیشنل ہائی وے ہے۔ سی پیک کا جو موڑوے ہیں، کیونکہ وہ M ہے۔ یہ N ہے۔ وہ m3-m5 اور وہ M جو بھی ہوتا ہے وہ چاہے آپکے ڈی جی خان سے یہاں جو شیرانی سے ہو کے یہاں سے چل رہا ہے۔ اور یہ جو دانہ سرروڑ ہے یہاں تو سی پیک بن ہیں سکتا ہے۔ یہ اتنا گنجان ترین علاقہ ہے کہ یہاں جو پہاڑی علاقہ ہے مولانا صاحب آپ کو پتہ ہے سب ہم گئے ہوئے ہیں اُدھر نہیں بن سکتا ہے اور انہوں نے کہا کہ یہاں نہیں بن سکتا ہے۔ ہم تو اسی پر اظہار کر رہے ہیں کہ سی پیک اور اس کا علیحدہ علیحدہ ہے۔ ایک دوسرے سے اسکا تعلق نہیں ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ میڈم اسپیکر صاحب! اگر راہداری کا جو ہم بات کر رہے ہیں، ہم یہاں within

میں کیوں ویسٹرن روٹ بن رہا ہے یا ایسٹرن روٹ بن رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پہلے چاننا کیسا تھو کونسا ایگریمنٹ ہوا ہے اور اس ایگریمنٹ کے تحت ہمارے ساتھ کونسے فیصلے کیے گئے ہیں؟۔ یہاں جو ہمارے پاس جو پلانگ ڈویژن کا جو منسٹر آتا ہے، وہ ہمیں کچھ بتاتا ہے اور گراونڈ پر کچھ ہوتا ہے اور آج جو کمیٹی آئی تھی اُس نے جو روپورٹ بنایا ہوا ہے اور وہ جو جا کے اُس روٹ پر کوئی کام ہی نہیں ہوا ہے۔ سارے ہمارے پارٹیوں کے جتنے بھی ہے سینیٹر ہیں وہ اس پر موجود ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وزیرِ اعظم نے اپنے آل پارٹیز کا نفرنس میں sign کر کے کہا ”کہ سب سے پہلے کام جو ہے وہ مغربی روٹ پر شروع ہوگا“۔ مغربی روٹ وہ روٹ ہے جو دہشتگردی کا شکار ہے۔ جہاں یہ وزگاری ہے جہاں کچھ بھی نہیں ہے، ہمارے لوگ در بدر پھر رہے ہیں۔ یہ جو روٹ ملے گا تو کچھ ہمارے جو ہے ترقی ہو جائیگی اسیں بلوج بیلٹ بھی آ رہا ہے، اسیں پشوں بیلٹ بھی آ رہا ہے۔ یہاں سے آپکا بسیمہ روڈ ہے اور یہ جو آپکا ہوشاب ہے یہ بھی تو 2004ء کا پراجیکٹ ہے جو شروع ہوا ہے۔ یہ بھی سی پیک کا حصہ نہیں ہے۔ اور یہ ہم ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ سی پیک کا حصہ ہے۔ کم از کم میں نواب صاحب سے گزارش کرتا ہوں، ڈاکٹر صاحب! آپ لوگ سب اسکو جانتے ہیں۔ آپ اٹھ جائیں اس بلوچستان کے مسئلے کو اٹھائیں۔ خدا کیلئے، میں تو کہتا ہوں کہ ہم لوگ تو روڈوں پر بھی نکل آئیں گے۔ ہم اپنے ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اپنے قومی مفادات کو ہم نے نیلام کر دیا۔ ہماری کچھ ایسی پارٹیاں ہیں جنہوں نے یہ کیا ہوا ہے۔ یہ سارے سامنے آ جائیں گے سب چیزیں سامنے آ جائیں گی۔ آج ہم کیونکہ تو اپنے سودا کرتے ہیں اور اپنے قوم کو ہم نے بھولے ہوئے ہیں۔ ہم نے بول دیا کہ روٹ میں کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ کیوں یہ ظلم ہو رہا ہے، ہم یہ آواز اٹھا رہے ہیں اور نواب صاحب سے request کرتے ہیں کہ آپکے دل میں ہے اس صوبے کیلئے کام کرنا اس عوام کیلئے کام کرنا لیکن اپنے فیڈرل گورنمنٹ کو، ہم حتیٰ نہیں چھوڑ کر کے جائیں گے۔ میں اسی فلور سے کہتا ہوں کہ اس روٹ کیلئے میں تو نکلوں گا ہماری پارٹی تو نکلے گی۔ ہم کبھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ پھر یہ کہیں گے کہ جی آپ جو بھی الزام ہم پر لگتے ہیں، پھر مختلف ازالات بھی لگیں گے کہ جی یہ فلاں کر رہا ہے یہ ہمارے ملک کو ترقی نہیں دینا چاہتے ہیں۔ یا پارٹی فلاں کیا کر رہا ہے۔

میدم اسپیکر۔ زمرک صاحب! پہلے میں اس تحریک کیلئے حمایت لے لوں پھر آپ اس پر تفصیل سے بات کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی۔ ٹھیک ہے جو بھی ہے میں یہ گزارش کرتا ہوں، ہمارے ادھرا یم پی ایز بیٹھے

ہوئے ہیں، ہمارے دوست، اُن سے یہ request ہے کہ یہ بہت بڑا ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اس تحریک کو منظور کر کے اس پر بحث کیلئے جو ہی date آپ رکھنا چاہتے ہیں ہیں۔ thank you۔

میڈم اسپیکر۔ سردار اسلام بن نجوم صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ہیں۔

سردار محمد اسلام بن نجوم (وزیر حکومتہ زراعت و کاؤپریٹوں)۔ جی میڈم اسپیکر! میں ہی پیک کے حوالے سے جو مولانا صاحب نے بات کی، زمرک خان نے بھی۔ میں سمجھتا ہوں ہی پیک کے حوالے سے بلوچستان میں روڈز پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ جو کام وہ تارہ ہے ہیں جیسے پنجگور، بسیمہ ہے۔ یہ تو کافی عرصے سے اس پر کام شروع ہے ابھی جا کے بسیمہ complete ہوا ہے۔ بسیمہ سے انہوں نے، دو روٹ ہیں۔ ایک بسیمہ سے سوراب جاتی ہے جو اس روڈ کو link کرتی ہے۔ دوسرا بسیمہ سے خضدار جا کے رتوڈریو والوں کو link کرتی ہے۔ ابھی تک بسیمہ، خضدار پر بھی کوئی کام شروع نہیں ہوا ہے۔ البتہ رتوڈریو والوں کو 1901ء سے پہلے میرے خیال میں، 1901ء سے پہلے میں وہاں ڈسٹرکٹ ناظم تھا اُس زمانے میں یہ جو ونگو کار استھنا بھی تک وہ کمپلیٹ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں ہی پیک کے حوالے سے جو چالیس ارب روپے یا چالیس کھرب کی بات ہو رہی ہے۔ میں کہتا ہوں ابھی تک بلوچستان میں اس حوالے سے پانچ روپے بھی خرچ نہیں کیے گئے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ through جو وہاں سے بسیمہ سے خضدار کو connect کرتی ہے، شہزاد کوٹ سے اور یہ جو سوراب اور کوئٹہ پہلے یہی روٹ ہے جو خضدار سے کوئٹہ آ رہی ہے وہ اسی سے link کر رہی ہے اور تو کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ اس پر ایسا نہیں ہے کہ کوئی ڈبل روڈ بنارہ ہے ہیں یا اس پر میں سمجھتا ہوں میرے خیال میں نواب صاحب کو اچھی طرح علم ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں ابھی تک اس پر ہی پیک کے حوالے سے تو کوئی کام نہیں ہو رہا ہے بلوچستان میں۔

میڈم اسپیکر۔ میں ابھی رائے لے لیتی ہوں ہاؤس کی، پھر آپ کی thank you، آیا تحریک التوانہ 1 کو مورخہ 07 مئی 2016ء کی نشست میں دو گھنٹے بحث کیلئے منظور کیا جائے تحریک کو قاعدہ نمبر 75(2) کے تحت مطلوبہ ارکین کی حمایت حاصل ہوئی ہے۔ لہذا۔۔۔ (مداخلت)۔ پہلے تحریک التوانہ آچکی ہے، پھر اس پر بعد میں جو بحث ہو جائیگی اُسکے بعد جو بھی decision آیگا ہاؤس کا اُسی طرح چلیں گے۔ لہذا یہ تحریک مورخہ 07 مئی 2016ء کی نشست میں دو گھنٹے بحث کیلئے باضابطہ قراردادی جاتی ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! اپنی قرارداد نمبر 93 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 93

انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ قرارداد نمبر 93۔ ہرگاہ کہ چند ماہ قبل وزیر اعظم اسلامی

جمهوری پاکستان نے ملکی اور صوبائی، قومی اور مذہبی جماعتوں کی سربراہوں کے ہمراہ ٹوب تا مغل کوٹ روڈ کا افتتاح کیا۔ جس کے ذریعے عوام، صوبہ پختونخوا اور صوبہ پنجاب کیلئے سفر کرتے ہیں۔ بیہاں تک کہ تمام ہیوی ٹرانسپورٹ کا گزر بھی اسی روٹ سے ہوتا ہے لیکن افسوس ہے کہی ماہ گزر جانے کے باوجود مذکورہ روڈ کی تغیر کیلئے اب تک فنڈ فراہم نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے گزارش سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ٹوب تا مغل کوٹ روڈ کیلئے فوری طور پر فنڈ فراہم کریں تاکہ اسکی تعمیر کا کام جلد از جلد شروع ہو سکے۔

میدم اسپیکر۔ قرار داد نمبر 93 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی قرار داد نمبر 93 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی۔ شکریہ میدم اسپیکر صاحب! اسی میں تھوڑا سا واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پر الجیکش ہیں، یہ جو ٹوب سے مغل کوٹ روڈ تک۔ اس روڈ پر بھی دس ارب روپے رکھے گئے تھے اور وہ پیسے جو تھے drought کے حوالے سے جو ہمارے بیہاں مختلف شمالی بلوچستان کیلئے یا جہاں بھی سیلا ب آیا تھا یا کوئی زلزلہ آیا تھا، کچھ ورلڈ بینک کی طرف سے یہ پیسے آئے ہوئے تھے۔ پھر یہ پیسے انہوں نے جو ہے این ایجاد کے حوالے سے وہاں ٹرانسفر ہو گئے اور اس روٹ کیلئے بھی وہ پیسے رکھے گئے اور اس پر تھوڑا سا بالکہ پہلا کام شروع ہوا جو وہاں سے خیر پختونخوا سے جو روٹ آ رہا ہے اُس پر یہ کام ایک حد تک complete ہوا۔ اور جو ہمارے بلوچستان کا ایریا ہے وہ ابھی تک رہ گیا ہے۔ پھر ہمارے پرائم منستر صاحب آئے۔ انہوں نے پوری ہمارے پاکستان کی جتنی بھی خاص کر کے ہمارے بلوچستان سے پشتوں، بلوج بیلٹ کی اور پختونخوا کی جو ہماری پارٹیاں تھیں خصوصاً انکو انہوں نے اپنے ساتھ لایا اور اس کا افتتاح بھی کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اس پر جلد سے جلد کام شروع ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ سی پیک کا حصہ ہے نہیں۔ اور نہ یہ سی پیک کا روٹ اس سے گزرتا ہے وہ سائیڈ پر گزرتا ہے یہ پہاڑی علاقے سے ہٹ کے انہوں نے جو روڈ یا ان، ڈیزائن تو کیا نہیں ہے ابھی تک، جو نقشے میں دیا گیا لائن ہے وہ اس سے ہٹ کے جا رہا ہے۔ لیکن یہ جو پیسے رکھے گئے ہیں ابھی تک این ایجاد کی طرف سے ایک روپیہ فنڈ بھی انکے لئے نہیں رکھا گیا ہے اور وہ جو پیسے پہلے سے رکھے گئے تھے وہ بھی ٹرانسفر ہو گئے۔ اور پھر ایک ایسا گیم کھیلا گیا ہمارے صوبے کے ساتھ کہ کچھ کنٹریکٹرز آتے ہیں۔ وہاں جو ایوارڈ ہو جاتا ہے کام ٹینڈر ہو جاتا ہے پھر اُسکے خلاف وہ جاتے ہیں۔ اور کورٹ میں انہوں نے ایک جھگڑا شروع کر دیا اور اس جھگڑے کے تحت وہ کام پھر stay ہو جاتی ہے۔ اور stay کی صورت میں جب جوں آ جاتا ہے تو وہ پیسے پس ہو جاتے

بیں۔ اور لپس ہونے کے ساتھ وہ واپس فیڈرل کو چلے جاتے ہیں۔ اور ہمارا وہ جو کام ہے وہ روک جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے ساتھ بہت سی دفعہ ایسا ہی ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے پرانے دور میں جب ہم لوگ اُس وقت جب نواب اسلام ریسائی صاحب تھے اسی رُوٹ کیلئے جو ہمارے قلات سے چمن تک تھا اسکے پیسے تین دفعہ جو ہے وہ مختلف پنجاب اور سندھ میں لے کے گئے۔ کیونکہ یہ آپ کوپتہ ہے یہ ہماری routes کتنے عرصے سے چل رہی ہے؟۔ یہ دس، دس سال بارہ، بارہ سال کا پراجیکٹ ہیں۔ جو ہماری جو ابھی تک کیونکیشن سسٹم ابھی تک فعال نہیں ہوا ہے۔ ہمارے پیسے لجاتے ہیں۔ میں نواب سے اتنا کہتا ہوں کہ آپ اپنے نوٹس میں یہ چیزیں رکھ لیں کہ ہمارے جو پیسے lapse ہو جاتے ہیں اسکو surrender کیا جائے اسکو اسی پراجیکٹ کیلئے پھر وہ جو ہے protect کیا جائے کہ PSDP next میں آجائے۔ ہماری تو یہ خواہش ہے یہ ہو جائے کیونکہ ساری بلکہ پوری بلوچستان کا جب پنجاب سے یا آپ پختونخوا سے جو ابھی ٹرانسپورٹ جاتی ہے وہ اسی رُوٹ سے جاتے ہیں تو یہ جو چیز ہے ابھی تک اس پر کچھ بھی نہیں ہے نواب صاحب! حقیقت میں، میں آپ کو کہہ رہا ہوں آپ اسکو دیکھ لیں۔ یہ جو ہے ایک بہت اہم ہے کیونکہ پرائم منستر نے ان کا افتتاح کیا ہوا ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس پر کام شروع ہو جائے کیونکہ یہ ہماری پرائم منستر سے پھر آپ بھی questions کر سکتے ہو۔ میں بھی اٹھا سکتا ہوں ”کہ وزیر اعظم صاحب آپ آئے تھے آپ نے اس پراجیکٹ کا افتتاح کیا ابھی تک اسکی فنڈنگ کہاں سے ہے؟“ کیوں نہیں ہوئی ہے اسکو کورٹ سے دور کیا جائے۔ اس سسٹم کو فعال کیا جائے“۔ میدم اسپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم جب تک سی پیک بنے گا ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہمارا مغربی رُوٹ جو ہے پتہ نہیں وہ 2025ء تو کیا میں تو کہتا ہوں 2030ء تک بھی بن جائیگا یا نہیں بنے گا، اگر بھی حالت تھی۔ تو اس حالات کو دیکھتے ہوئے کم از کم ہماری جو نیشنل ہائی وے کے routes ہیں اس پر کام کرائے جائیں اور اسکو بہتر طریقے سے بنائے جائیں کہ ہمارے لوگ جو ہیں ایک دوسرے صوبے سے انکا کیونکیشن سسٹم جو ہے وہ بحال ہو جائے اور اس پر اپنا کاروبار کریں اپنا برس کریں کیونکہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہیں اگر ہمارا سسٹم خراب ہو کیونکیشن کا تو آپ کچھ نہیں کر سکتے ہو تو اسی حوالے سے میں یہ کہتا ہوں اپنے ہاؤس سے اپنے دوستوں سے یہی ہمارا مطالبہ ہے بلکہ یہ سب کا مشترکہ ایک قرارداد بھی بن سکتا ہے۔ اور اسکو جو pass کر کے ہم مرکز کے پاس بھیج سکتے ہیں کہ اس پر جو ہماری فنڈ اس PSDP میں، نواب صاحب! اگر آپ اس پر توجہ دیں تو اس PSDP جو ابھی فیڈرل PSDP بن رہی ہے۔ اسے اسکی allocaton رکھ دیا جائے۔ اور انکو جتنا بھی فنڈ زیں ہیں اسکو protect کیا جائے کیونکہ یہ پھر واپس چلی جائیگی۔ اور پتہ نہیں کہ تک ہم اسکا انتظار کرتے رہیں گے۔ تو ہماری یہی

درخواست ہے کہ اسکو منظور کرنے کیلئے آپ متفقہ طور پر اسکو کر لیں، thank you.
میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر 93 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 93 منظور ہوئی۔

جناب نصراللہ خان زیرے! آپ اپنی قرارداد نمبر 97 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 93

جناب نصراللہ خان زیرے۔ Thank you Madam Speaker. ہرگاہ کہ گزشتہ کئی سالوں کی خشک سالی کی وجہ سے زیریز میں پانی کی سطح انتہائی گر بچی ہے جسکی وجہ سے زمینداروں کو زرعی پانی کے حصول میں انتہائی مشکلات کا سامنا ہے جس کے ازالہ کے نتیجے کے طور پر زمیندار نئے ٹیوب ویل نصب کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے پانی کی زیریز میں سطح مزید گرنے کا اندازہ فطری عمل ہے۔ الہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبے کے زمینداروں کو موسمی حالات کے مطابق زرعی فصلات اگانے کیلئے قطراتی نظام آپاشی پر تربیتی سیمینار کے انعقاد کو لیتی بنائے۔

میڈم اسپیکر۔ قرارداد نمبر 97 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ Thank you Madam Speaker. جیسے کہ آپ اور تمام ایوان، ہم بخوبی اس بات سے آگاہ ہیں کہ ہمارا صوبہ ایک زرعی صوبہ تھا، بہت سارے لوگوں کا ہمارے عوام کا انحصار ایگر لیکچر اور لا یو اسٹاک پر تھا۔ لیکن گزشتہ سالوں کی جو تباہ گن قحط اور پھر خشک سالی اور پھر جس طرح گزشتہ دنوں سی ایم صاحب نے فلور پر کہا تھا کہ جس طرح آپ نے ٹیوب ویل لگایا ہے سر سیل آیا تو اسکے بعد ادب صور تباہ یہ ہے کہ زیریز میں پانی کی جو سطح ہے وہ کم از کم میں کوئی کی حد تک ایسے بھی ٹیوب ویل دیکھا ہے کہ بارہ سو پچاس فٹ تک وہ نیچے چلے گئے ہیں۔ اور اتنا وہ فلٹر پانی کوئی میں جو پانی drinking water کیلئے ہوتا ہے، وہ ہم ایگر لیکچر کے لئے ہم استعمال کر رہے ہیں اسی طرح entire the province جتنے بھی ہمارے ایگر لیکچر کے، آپ پیشیں لے لیں آپ قلعہ سیف اللہ لے لیں آپ مستونگ لے لیں آپ قلات لے لیں اور خضدار لے لیں، وہاں جو ہم ٹیوب ویل لگا رہے ہیں اُس سے جو ہم پانی زمین سے نکال رہے ہیں جو ہم پانی استعمال کر رہے ہیں خدشہ یہ ہے کہ یہ لورا ائی سے لیکر پورا region خضدار تک یہ پورا اعلاقہ ایک بڑی تباہی و بر بادی کا وہ سامنا کر گی۔ اس لئے کہ پانی کا جو سطح ہے وہ نیچے جا رہا ہے۔ تو اسکے لئے ضروری کہ، جس طرح میں نے کہا کہ ایگر لیکچر پورا ایک ڈیپارٹمنٹ ہے پورا ایکسٹیشن ہے آپکا ایگر لیکچر میں ریسرچ پورا ایک

ڈیپارٹمنٹ میں ہزاروں وہاں پر ملازمتیں ہیں۔ بڑے بڑے سکالرز بھی ہیں وہاں پر، پی اتھ ڈی holders بھی ہیں لیکن وہ جو انکا اپنا کام ہے جس طرح زمیندار کو وہ ایک اس طرح سمجھائیں کس طرح وہ تربیتی سمینار، ورکشاپ کا انعقاد کریں تاکہ وہ قدراتی نظام۔ اب تو ابھی یہاں وہ ملین یونیورسٹی میں پھر سرینا ہو ہوں میں ایک واٹر کے حوالے سے ایک یہاں سمینار ہوا تھا سی ایم صاحب بھی اس سمینار میں تھے گورنر صاحب آئے تھے بہت سارے ماہرین پاکستان بھر سے بلکہ دنیا سے لوگ آئے تھے وہ اس واٹر ٹیبل پر انہوں نے بہت بڑے عالمانہ انداز میں اپنی ریسرچ و رک بھی کیا اور انہوں نے نئے نئے ideas بھی بتائے۔ اب جو قدراتی نظام ہے وہ بھی شاید اب وہ نئے ideas آرہے ہیں کہ کس طرح ہم پانی کو چوت کر سکیں اور کس طرح پانی کو ہم بجائے اسکے کہ ہم ایک ایکٹ سے وہ فصلات، وہ زرعی وہ لے لیں ہم۔ ہم وہ کیوں ناں دس ایکٹر زمین سے لے لیں۔ تو یقیناً، بہت سارے ہمارے یہاں دوست بیٹھے ہوئے ہیں جو ایگر لیکچر سے انکا تعلق ہے اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ منشراً ایگر لیکچر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں کس طرح ہم اپنے زمینداروں کو تربیت دے سکیں کہ وہ اس نظام کی طرف آئیں۔

میڈم اسپیکر۔ عبدالمجید اچائزی صاحب۔

جناب عبدالمجید خان اچائزی۔ میڈم اسپیکر! thank you! زیرے صاحب قرارداد لائے ہیں یہ واقعی اہمیت کا حامل ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ یہ ٹرکل ایریکیشن والا فارمولہ جو ہے یہ غلط ہے۔ پہلے ہی سے ہماری جو ایگر لیکچر پروڈکٹس ہیں یا ایگر لیکچر کے وہ ہیں، یہ دس سال، پندرہ سال، بیس سال فلڈ ایریکیشن پر چل رہے ہیں۔ ٹرکل کا اپنا سسٹم ہوتا ہے وہ پراجیکٹ ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ میں تھا وہ پراجیکٹ ختم ہو گیا ٹرکل کیلئے پودے اپنے drops-variety والے پودے ہونی چاہیے۔ مطلب ابھی ہم ایک ایکٹ میں تقریباً سیب کے پچپن درخت اگاتے ہیں۔ ٹرکل میں یہ ساڑھے چار سو درخت اگتے ہیں۔ ایک تو ہمارے سردار صاحب کو میں نے پہلے بھی کہا تھا میں نے کہا آپ نے ایگر لیکچر پر بولنا ہے۔ ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ کا وجود ہی نہیں ہے۔ خاص طور ریسرچ کے حوالے سے۔ اس پر سردار صاحب agree کر یا ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ ہے ہی نہیں۔ جو ریسرچ کا جو آپ کا ڈی جی بیٹھا ہوا ہیں جو باقی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ نہیں سمجھ رہے ہیں۔ وہ یہ بات نہیں سمجھ رہے ہیں کہ 80% یہ ہماری آبادی کا انحصار ایگر لیکچر پر ہے۔ اور آپکو یہ بھی علم ہو گا کہ زمیندار پودے پر ایکویٹ نرسری سے لیتے ہیں۔ ایگر لیکچر کی اپنی نرسری ہی نہیں ہے۔ انہوں نے پستہ پر کام نہیں کیا ہے۔ جو چل کم پانی مانگتا ہے۔ انہوں نے کسی چیز پر کام نہیں کیا ہے۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں کہ سیب کی سیزن میں پیسٹری سائیڈ جو زمیندار پہلے

اسپرے میں وہ کٹرول کرتا ہے۔ اگر یکچڑی پارٹمنٹ کے پاس ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے کہ ہم اس سے پوچھیں کہ کوئی دوائی استعمال کرنی ہے؟۔ اور وہ date-expiry ہے یا نہیں ہے؟۔ جو دوکانوں میں پڑی ہوئی ہیں وہ سارے لیبل چاٹانا کے لگے ہوئے ہیں اور ان پر expiry date کوئی بھی نہیں ہے ہمارے ہمارے لئے فوراً سے پیشتر، قطراتی نظام جو ہے یہ نئے سرے سے اسٹارٹ ہو گا۔ اسکے لئے علیحدہ پودے آئیں گے باہر سے۔ یہ فلڈ اریکیشن سے یہ نہیں ہو گا جو ہمارے پہلے ہی سے درخت ہیں فلڈ اریکیشن والے، جتنے درخت کا تنا ہے اُتنے اُسکے روؤں ہیں۔ اگر اسکو آپ ٹرکل پر دینگے تو اسکی quantity ختم ہو جائیگی۔ مطلب ہو گی کوالٹی پھر اسکی نہیں ہو گی۔ اور میڈم اسپیکر سردار صاحب کے حوالے سے ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، kindly آئیں ایک آپ غور کر لیں ایک میٹنگ arrange کر لیں، خبر پشتوخوا سے، انہوں نے بہت بڑی ریسرچ کی ہے اگر یکچڑپر۔ انکا آڑوا بھی مارکیٹ میں پہنچ چکا ہے۔ اور بارہ سوروپے کاٹن پک رہا ہے۔ ہر پندرہ دن بعد خبر پشتوخوا کے آڑو کا ایک نیا قسم آتا ہے۔ مطلب تمبر کے end تک انکا آڑو بازار میں ہوتا ہے اور ہمارے آڑو نہیں ہیں۔ ہر پندرہ دن بعد میں نئی وارٹی آتی ہے اور سارے پاکستان میں وہ اچھے داموں کتی ہیں۔ ابھی ہمارے ہاں اگر یکچڑپروا لے جو ہیں آپ جا کر کے پوچھ لیں آپ کے پاس انگور کا کوئی بندہ نہیں ہو گا جو آپ کو بتائے کہ اس علاقے میں یہ انگور ہو سکتا ہے اس علاقے میں یہ ہو سکتا ہے۔ اور دوسرا بات جیسے زیرے صاحب نے کہا اگر یکچڑی پارٹمنٹ میں آپ کو ایک ایک پر نظر نہیں آیا، پی ایچ ڈیز پیٹنہیں ہے کہاں سے ہیں ہمیں تو پتہ نہیں ہے۔ اگر یکچڑی پارٹمنٹ میں کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جو بتا سکے کہ خصدار میں آپ نے کیا اگانا ہے قلات میں کیا اگانا ہے پشین میں کیا اگانا ہے لور لا ای میں کیا اگانا ہے۔ اسکا وجود ہی نہیں ہے میری یہ request ہے اس ہاؤس سے کہ فوراً باہر ایڈ وائز رز منگوائے جائیں۔ اور یہ ایک اسکو revive کرنا ہے ہم نے پورا سسٹم کو۔ ابھی پانی نیچے جا رہا ہے اسکے لئے تو اس دن ہم نے بات کی ہے۔ وہ قطراتی نظام سے وہ نہیں بچے گا۔ پانی کیلئے ہمیں ڈیز چاہیے اس دن بھی میں نے request کی فیڈرل گورنمنٹ ہمیں ایک پیچچ دے دیں۔ ہمیں صوبہ کو بچانے کیلئے۔ ہم نے میں سال تک روڈسیٹر پر کام کیا ہے۔ جو روڈ زا بھی وجود بھی نہیں رکھتے ہیں۔ اگر یکچڑی پارٹمنٹ پر کام ہی نہیں ہوا ہے۔ آپ فیڈرل PSDP سے یا یہاں کی جو ہماری نئی PSDP بن رہی ہے اسکے لئے بڑا شیئر چاہیے ہمیں اگر یکچڑپر کیلئے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ 50% پالپیشن ہماری پہاڑوں میں ماگیریٹ ہو کر کے شہروں میں آگئی ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ شہروں میں بھی ابھی حالت یہ ہے کہ نہ انکو پانی ہم دے سکتے ہیں نہ ہمارے پاس وہ وسائل موجود ہیں۔ جن

شہروں کا انفراسٹرکچر ایک لاکھ یا ڈبیرہ لاکھ لاکھ کی آبادی کیلئے اس پر آپ کی چار لاکھ آبادی والے لوگ رہتے ہیں۔ نہیں ہو سکتا ہے۔ کوئی دولاکھ کی آبادی کیلئے تھی ابھی اسکی آبادی پچیس لاکھ کی ہو گئی ہے تو آپ اسکو پانی کیسے دے سکتے ہیں انکو باقی سہولیات کیسے دے سکتے ہیں؟۔ ایجکیشن کیسے دے سکتے ہیں ہمیاں کیسے دے سکتے ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ پہلی بات یہ ہے آپ ہمیں سماں چیک ڈیزدیدیں۔ آپ فیڈرل گورنمنٹ سے مانگ لیں۔ ہر ضلع کا آپ سروے کر لیں۔ ایسے پراجیکٹس فیڈرل گورنمنٹ میں ہم coalition government میں ہیں مگر coalition government کے ساتھ رہتے ہوئے ہمیں کچھ بھی نہیں مل رہا ہے ابھی یہ ڈب دانہ سر روڑ والی بات ہے۔ یہ میرے خیال میں، میں فرست ایر میں تھا یہ روڑ پر کام شروع ہوا تھا۔ یہ تعمیر مسجد ہے۔ جو بیس سال میں بھی نہیں بنے گی۔ یہ ساری وہ ہے میڈم اسپیکر۔ ہم coalition government میں ہیں، فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہماری coalition already مولانا فضل الرحمن صاحب کے حلقے میں میاں صاحب نے بڑے بڑے منصوبوں کا اعلان کیا ہے۔ اور بڑا پکج اعلان کیا ہے۔ ہمارے ہاں جو ہے وہ تو جو گیس کا اعلان کیا ہے یا جو بھی اعلان کیا ہے میرے خیال میں وہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مطلب یہی ہمارے لیے فیڈرل گورنمنٹ میں جو کچھ ہے شاید یہ ہماری PSDP last ہو گی۔ نئی آئیگی نہیں یہ خدا کو معلوم ہے حالات تو ٹھیک نہیں گر رہے ہیں۔ تو اس سے بہتر ہے کہ اسکے لیے، جیسے یہ واقعی ہماری سارا ٹریک، جب یہ روڑ disturb تھے، ساری ٹریک جاری تھی۔ ابھی آپ انگور کی ایک گاڑی کے جانے سے جس میں 1200-1400 کا ٹن انگور ہوتی تھی وہ دانہ سر میں دورات، تین رات رُک جاتی تھی اور وہ اسکو پھیک لیتے تھے تو یہ انگور، زمیندار کا کیا بنے گا جسکی مارکیٹ میں اسکو 9 لاکھ یا 8 لاکھ مل رہے تھے۔ سب کی یہ پوزیشن تھی۔ ہم جاتے ہیں دیکھتے ہیں تو 30 سالوں سے یہ روڑ نہیں بنی ہے۔ یہاں ہم قرارداد pass کرتے ہیں اس سے کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ اچھزی صاحب! آپ اس میں کوئی amendment بھی ساتھ تجویز کر دیں۔

جناب عبدالجید خان اچھزی۔ میڈم اسپیکر صاحب please۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ میڈم ایک منٹ! عبدالجید خان نے تو اپنی باتیں رکھی ہیں۔ لیکن پہلے آپ ہمیں بتا دیں کہ یہ قرارداد کیا ہوا؟۔ یہ admit ہے؟۔

میڈم اسپیکر۔ جی میں یہی کہہ رہی ہوں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ Let me to explain.

میڈم اپسیکر۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ اگر آپ نے اسکو admit کیا ہے تو Go according to rules.

عبدالجید خان بول رہا ہے، پھر کوئی دوسرا بولے گا۔ لیکن technically problems یہاں جو ہیں عبدالجید خان sir میں نے آپ کو object کیا۔ اُس نے کہا سیمینار کروائیں۔

میڈم اپسیکر۔ جی جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ منظر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ already میرے خیال میں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی۔ میں نے ترمیم کر دی ڈاکٹر صاحب! کیا مسئلہ ہے؟۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ ہاں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ترمیم ہو جائے اگر یکچھ، اس کا۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ نہیں اگر اگر یکچھ پر لانا ہے تو الگ لے کر آؤنا۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان)۔ سیمینار میں تجاویز دیں اپنی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ نہیں سیمینار، دیکھیں نا۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی۔ ڈاکٹر صاحب! ہمارے قابل احترام ہیں، ہمارے سی ایم رہ چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ نہیں نہیں میں کہہ رہا ہوں میری سمجھ میں نہیں آیا۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی۔ نہیں جو میں بول رہا ہوں مطلب، ٹھیک ہے وہ کہہ رہا ہے سیمینار کھیں۔ جو

میں بول رہا ہوں اگر وہ غلط ہے تو آپ کہہ دیں کہ میں غلط بول رہا ہوں۔

میڈم اپسیکر۔ نہیں ڈاکٹر صاحب! اصل میں ابھی تک یہ روشنی ہی ہیں، کہ وہ چونکہ درمیان میں اُٹھے ہیں

اور انہوں نے اُسی کے بارے میں بات کی، جب وہ ممبر زبات کر لیں تب ہم منظور کریں گے۔ ممبر زبات کر سکتے ہیں۔ جی قرارداد پر آئیں۔ جی اچکزئی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی۔ ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے۔ ہم اپنے سرکی سلامتی چاہتے ہیں۔ میڈم

اپسیکر! seriously یہ مسئلہ ہے ہمارے پاس تمام کم ہیں اگر یکچھ ڈیپارٹمنٹ کے لیے expertises

چاہئے ہمیں۔ کہ وہ اسکو نئے سرے سے ہم اسٹارٹ کر لیں۔ سردار صاحب بھی اس بات پر میرے خیال میں

متفق ہوئے۔ مطلب اسکے بعد ڈکل کی بات آئیں گی باقی ایکچھ ڈیپارٹمنٹ کا کچھ ہیں Extension

میں کیا ہو رہا ہے water-management میں کیا ہو رہا ہے۔ اُسی میں کیا ہو رہا ہے ریسرچ میں کیا ہو رہا

ہے۔ ہم پی ایس ڈیز کے لیے لوگ بھیتے ہیں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں آدھے تو اُدھری رہ جاتے ہیں جو آدھے آتے ہیں، 11 بجے آتے ہیں اور 2 بجے چلے جاتے ہیں۔ گاڑی بھی ہے 2 لاکھ روپے تکواہ بھی ہیں بلکہ بھی ہے کار کردار گی جو ہے وہ zero ہیں۔ خاص طور جو ہمارے جامشورو یونیورسٹی سے فارغ ہوئے ہیں، ایک آدھ کے علاوہ میرے خیال میں سارے فارغ ہی آپ سمجھیں انکو۔ آپ اس پربات کریں مشتر صاحب بات کریں کہ ہم اسکو دوبارہ کیسے وہ revive کر سکتے ہیں ایگر یکچھ ڈیپارٹمنٹ کو۔ Thank you۔

میڈم اسپیکر۔ Thank you۔ سردار صاحب! آپ کو ٹائم دوں گی ذرا یہ مبہر زانپی گزارشات کر لیں، پھر آپ کی باری ہے۔ یا سین اہڑی صاحبہ۔

محترمہ یامیمن لہڑی۔ شکر یہ میڈم اسپیکر! میرے خیال میں جو technical aspect ہے، وہ عبدالجید بھائی نے cover کر لیا۔ قرارداد جو ہے وہ بہت اپنی نویعت کا اچھا میرے خیال میں initiative ہے۔ لیکن صرف مجھے سمجھنے میں تھوڑی سی مشکل ہو رہی ہے آپ please تھوڑا سا help کر لیں کہ قرارداد، میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت وہ لائی جائے جب کوئی issue یا کوئی مسئلہ اس ایوان کے یا گورنمنٹ کی بس میں یادسترس میں نہ ہو۔ جیسے کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کے لیے قرارداد لاتے ہیں کیونکہ وہاں پر جو کچھ issues ہیں جو کہ حل طلب ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم جو کہ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ بھی ہمارا پناہے اس طرح کی اگر مشورے یا تجویز ہم اپنی ڈیپارٹمنٹ کو Cabinet کے اندر جو ہے وہ discuss کریں وہ زیادہ بہتر ہے۔ rather then کہ ہم قرارداد کی صورت میں لیکر آ جائیں۔ thank you جی۔

میڈم اسپیکر۔ سردار اسلام بن جو صاحب۔

وزیر یکم زراعت کو آپریٹور۔ میڈم اسپیکر! جو قرارداد زیرے بھائی نے پیش کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں واقعی پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے بلوچستان میں۔ لورالائی سے لیکر خضدار though out Balochistan میں میں water-level بہت نیچے گیا ہے۔ ابھی مسئلے یہ ہے کہ لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ہے۔ ایگر یکچھ تو اپنی جگہ۔ پینے کا پانی کے لیے خضدار جیسے شہر میں جو کہ پانی بہت زیادہ تھا لیکن ابھی وہاں ہمارے اپنا Districts Headquarter Hospital ہے۔ میرے خیال میں نواب ثناء اللہ صاحب کے گھر میں خضدار میں میرے خیال میں پانچ جگہ انہوں نے بور لگایا پانچ جگہ ناکام ہوا ہے۔ پانی نہیں ہیں۔ تو یہ حالت ہے جہاں تک ایگر یکچھ ڈیپارٹمنٹ کی بات ہیں میں

سمجھتا ہوں یہاں تک جو 160000 ملازمین ہیں۔ 17 ارب روپے سالانہ انگوختہ ایں دیتی ہیں۔ کوئی ایسا، گرین بلوچستان کے حوالے سے کچھ فنڈ نہیں اس سال ملے تھے وہ بھی ہم لوگوں نے جھٹڑ ہم نے تالاب نالیوں پر، ان پر جو خرچ کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسا departmental fund نہیں ہے کہ ہم اس پر کریں۔ PSDP جہاں تک۔ ابھی ہماراڑی جی ریسرچ ہیں وہ بھی پی ایچ ڈی ہیں پشین سے تعلق ہیں قوم کا ترین ہے۔ لیکن اسکے پاس ہے کچھ نہیں۔ وہ کہاں سے پودے لاٹیں کہاں سے پودے خریدیں کہاں سے زمینداروں کو دے دیں؟ کوئی ایسا پیسہ نہیں ہے جو ایگر یک ڈیپارٹمنٹ خود جا کر زمینداروں کو پودے دیں۔ باہر سے already کچھ پودے آتے ہیں وہ ہم لوگ ویسے distribute کرتے ہیں اس کے لئے چاہیں ہم آپکو دیں گے کہ بھائی کتنے پودے آئے کس زمینداروں کو دی گئی کس کس علاقوں میں دیا اسکا پورا detail ہمارے پاس ہے۔ جہاں تک سیمینار کی بات ہے میرے خیال میں بلوچستان حکومت پہلی حکومت ہے یہ حکومت جو ایک سیمینار کیا سرینا میں۔ فیڈرل منسٹر محسن صاحب تشریف لائے تھے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب تھے ہمارے سارے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دو دن اچھا وہ کیا سیمینار تھا، کیا، مختلف تجاویز آئیں۔ لیکن فنڈ نہ ہونیکی وجہ سے وہ معاملات اپنی جگہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سیمینار کی جہاں تک بات ہے ہم نے اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ہر ممکنے میرے خیال میں ہر ڈسٹرکٹ کو، ہیڈکوارٹر میں ہم لوگ سیمینار کر رہے ہیں۔ وہاں ہمارے افسرز جاتے ہیں وہاں ہمارے Experts جاتے ہیں وہاں کے زمیندار۔ مصیبت تو یہ ہے کہ ہمارے زمیندار کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ نہیں جانتے ہیں Experts ہم لوگ سمجھتے ہیں۔ انکو جو بھی بات سمجھائیں کہ بھائی یہ درخت لگاؤ۔ اس طرح اس کو پانی دو یہ دوائی استعمال کرو وہ نہیں کرتے ہیں وہ اپنے طور پر چلتے ہیں ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم انکو بھی ہر جگہ سیمینار کھیں۔ میں سمجھتا ہوں دالبندین واحد جو ہم لوگوں کا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر تھا جہاں سیمینار ہوا جس میں سینکڑوں لوگ آئے۔ باقی ڈسٹرکٹوں میں ہم جاتے ہیں ہمارے آفسرز جا کر لوگوں کو منتیں کر کے لاتے ہیں کہ یا آ جاؤ سیمینار ہے۔ آ جاؤ ہمارے لوگ آتے ہیں باتیں انکی سنتے ہیں آپ میں سے سوال کریں وہ آپکو جواب دیں۔ لوگوں کو بھی دلچسپی نہیں ہے۔ تو ہماری کوشش ہے میں کہتا ہوں نیا جو بجٹ آیا اس میں اس حوالے سے۔ پیسے رکھ دیں ابھی جیسا انہوں نے بولا فریشنر میں یا اسیں KPK میں مختلف وہ آتے ہیں آڑو کے حوالے سے۔ ہمارے پاس ایسا کوئی چیز نہیں ہے کہ ہم جا کے کوئی پودا خریدیں اور زمینداروں کو دیں۔ ہمیں اگر کہیں دیا جائے پیسوں پر ہم خرید کر پیسوں پر زمیندار بھی ہم سے لینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ہم لوگ نہیں کر سکتے ہیں پہلی دفعہ ہم لوگوں نے گندم کا نجح لایا فیڈرل سے۔

پنجاب سے۔ تھے ہم نے تقسیم کیا ایک سال۔ اگلے سال اسکے لیے پیسے نہیں دیئے۔ کائن کے نجلاے ایک سال۔ وہ ہم لوگوں نے دے دیا اگلے سال کائن کے لیے پیسے نہیں رکھے گئے۔ میں سمجھتا ہوں اگر اس ڈیپارٹمنٹ کو چلانا ہے اس پر سی ایم صاحب باقاعدہ ایک کمیٹی بنائیں اس پر ہم لوگ بیٹھیں۔ ہمارے سیکرٹریز وغیرہ بیٹھیں اس پر کوئی تجویز آئیں۔ جس طرح عبدالجید خان نے تجویز دیا۔ کوئی اچھا کوئی عملی اقدامات کریں جس سے لوگوں کو فائدہ ہو۔ جو کہ بلوچستان کے زمینداروں کو فائدہ ہو۔ مہربانی۔
میڈم اسپیکر۔ جی آنالیافت صاحب۔

آغازیں لیاقت علی۔ شکریہ میڈم اسپیکر! یہ قرارداد جو لایا گیا ہیں ہے تو بڑی اہمیت کا قرارداد۔ لیکن محرك نے شاید اس پر سوچ و پھانہیں کیا ہے۔ اور یہ قرارداد کو یہاں لے آیا ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ جو قرارداد ہے اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے کوئی 15 سال پہلے بلیلی میں محمد زراعت نے یہ قطراتی نظام کا سٹم شروع کیا تھا۔ اور وہ وہاں پر ایک سیب کا باعث بھی لگایا تھا۔ بالکل کشمکشم کے ساتھ تھا۔ اور کوئی 8-7 سال تک محمد اس پر کام کرتا رہا۔ اور وہ نظام فیل ہو گیا۔ تو اسکیں روپرٹ دیے تھے جو میں نے پڑھی کہ یہ نظام چونکہ یہاں پر تین عوامل تھے نہ راکیج جیسے عبدالجید خان صاحب نے کہا انہوں نے اسکے لیے وہ پودے import نہیں کیے تھے جسکی یہاں پر ضرورت تھی قطراتی نظام کے لیے۔ میڈم اسپیکر! میں میکسیکو گیا تھا۔ میکسیکو میں قطراتی نظام اور sprinkling-system جو ہے یہ بہت زیادہ famous ہیں لیکن وہاں آپ یقین نہیں کریں گے جس طرح عبدالجید خان صاحب نے کہاں کہ apple کے ایک ایکٹر میں کوئی ڈریٹھ سے 200 پودے جو تھے sprinkle اسکیں تھے اور یہ قطراتی نظام میں جو تھے اسکیں کوئی اڑھائی سو کے قریب پودے تھے جو میں نے خود کیھے تھے اور انہوں نے اس پر ریسرچ کی تھی۔ لیکن یہاں افسوس یہ ہے سردار صاحب سے مذمت کے ساتھ۔ کہ ہمارا ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ میں ریسرچ ہی نہیں ہے۔ مثلاً میں اور چیمبر آف کامرس کا ایک وفد لیکر کے ہم لوگ گئے تھے بنگلہ دیش۔ پھر وہاں سے سنگاپور۔ پھر وہاں سے کوالا لمپور۔ اور ہم نے وہاں پر اپنے یہ جو آڑواور انگور ہیں یہ وہ introduces کروایا۔ وہ نہ رہے تھے کہ آج کل انگور کا وہ زمانہ گیا جس میں یہ آپ لوگ لے کر آئے ہیں جس میں seed ہے۔ اور آپ کے انگور کا shelf-life جو ہے وہ کتنا ہے ہمیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ہمارے انگور کا shelf-life کتنا ہے اور آج اگر آپ ادھراً ایگر لیکچر کے کسی بھی بندے سے کسی بھی ریسرچ آفیسر سے پوچھیں کہ بلوچستان میں جو انگور ہوتا ہے اس کا shelf life کتنا ہے؟ کوئی بھی نہیں بتا سکے گا آپ کو۔ جناب عبدالجید خان اچکزئی۔ کوئی نہیں بتا سکے گا 300 سال سے زیادہ ہیں۔

آغازید لیاقت علی۔ shelf life

جناب عبدالجید خان اچھزئی۔ ہاں۔

آغازید لیاقت علی۔ انگور جب آپ مارکیٹ میں رکھتے ہیں shelf life میں اس کے زندگی کے۔

جناب عبدالجید خان اچھزئی۔ ٹھیک ہے وہ 22 دن تک چل سکتا ہے۔

آغازید لیاقت علی۔ تو یہ ریسرچ والوں کو نہیں پتہ ہے۔ تو یہ میرا مقصد یہ ہے کہ ہمیں بالکل اس نظام پر کام کرنا چاہئیں لیکن ریسرچ ہونا چاہئے ہمارے صوبے میں ریسرچ ہونا چاہیے۔ جب تک کہ یہ ریسرچ نہ ہو تم کسی بھی پروڈکٹ کو مارکیٹ نہیں کر سکتے ہیں نمبر ایک نمبر دو میں آپ کو بتاؤں اس وقت ٹنل سسٹم سارے دنیا میں سردار اقوٰں میں ہیں اور خوش قسمتی دیکھیں کہ پیشین کے زمینداروں نے خود اپنے خرچ سے ٹنل سسٹم شروع کیا۔ اور اس سال میرے گاؤں کے لوگوں نے کھیرا جو تھا وہ ٹنل سسٹم میں کیا۔ اور آپ نے دیکھا کہ اس سال Thorough سردوں میں کھیرا یہاں پر ہوتا رہا چونکہ یہ ٹنل سسٹم سے آیا تھا اور اس ٹنل سسٹم کا جو سسٹم تھا وہ یہاں کے زمینداروں نے خود باہر سے یا ٹوئی سے یا جس طریقے پر ہیں اسکو adopt کیا اور کھیرا 40 روپے سے اس سال مارکیٹ میں اسکاریٹ بڑھا ہی نہیں۔ تو یہ سسٹم ہونا چاہئے ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ میں آفسران جو بیٹھے ہیں انکو یہ سسٹم۔ اس پر کوئی پیسہ نہیں خرچ ہوتا ہے آج کل توئی وی کا زمانہ ہیں ریسرچ کا زمانہ ہے وہ بڑا اچھا طریقہ وہ ہم اپناتھے ہیں۔ تو سردار صاحب سے بھی گزارش ہے کہ اپنے اسکو فناشناک کریں اپنے لیبارٹریز جو اونکے کام کر رہے ہیں انکو فناشناک کریں اور یہ بتائیں کہ ہم کو ناشیخ بوسیں۔ آج تک ایک بھی زمیندار، میں تو پیشین جب جاتا رہتا ہوں روزانہ سفید برش سے خود رنگ کر دیتے ہیں پھر زیادہ گندم اگاؤ۔ فلاں اپنی کرو۔ قطراتی نظام اپناؤ اور یہ چیز کرو۔ ان سے نہیں ہوتا ہے ہونا یہ چاہیے کہ لوگوں کو بتایا جائے۔ کہ پریکٹیکل کیا کام ہو رہا ہے پریکٹیکل کس طریقے پر ہو رہا ہے، ہمیں پانی کس طریقے پر دینا چاہیئے مثلاً اس وقت پیشین میں انگور کا ایک بڑا اچھا فارم بنانا ہوا ہے۔ لیکن وہ بھی فلڈ سسٹم سے ہیں۔ آج تک اس نے یہ کوشش نہیں کیا گیا ہے کہ اسے قطراتی نظام میں یا وہ جو ہے سسٹم جو ہے وہ adopt کیا جائے۔ ایک نیا سسٹم جو ہے آیا تھا بچھلے دفعہ نواب صاحب نے بھی اسکو وہ کیا تھا ایک ڈاکٹر آیا تھا اس نے کہا کہ آپ نیا نظام جو ہے وہ zig-zag کون کریگا کون بنائیگا اسکا محرك ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ ہے۔ تو میرے خیال میں ہمیں سب سے زیادہ ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ پر زور دینا چاہئے اور سردار صاحب کو اس دفعہ چیف منسٹر صاحب سے ریکوئیسٹ ہے کہ فنڈ زبھی دیئے

جائیں تاکہ وہاں کم سے کم وہ کام ڈیپمنٹ کایا جو ریسرچ کا ہے وہ کام کیا جائے۔ تو سردار صاحب کا گلہ بھی دور کیا جائے کہ انکو فنڈ زمہیا کیا جائے اور سردار صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ پر ذرا زور دیں کہ وہ ہمیں بتائیں کہ زمینداروں کو کم سے کم وہ یہ بتائیں کہ کونسا پودے وہاں کہاں اُنگے چاہئے۔ شکریہ جی۔

میڈم اسپیکر۔ thank you۔ میرے خیال میں تمام ممبران نے بڑی سیر حاصل بحث کی، خاص طور سے مجیدا جکزئی صاحب! آپ کی معلومات اور تجاذبیز بہت زبردست تھیں۔ میں کہتی ہوں کہ اگر اس پر آپ، بلکہ میری suggestion ہے کہ آپ next session میں ایک خاص قرارداد بھی لائیں اس پر research اور اس پر کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جب تک ہم۔ جو تو میں specifically research نہیں کرتیں اور research چھوڑ دیتی ہیں، نہ وہ ترقی کر سکتی ہیں اور نہ وہ زندہ رہتی ہیں۔ تو It is very important۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ میں ایک گزارش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر۔ جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ قرارداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک دن آپ debate رکھیں recommendations agriculture پر۔ وہ agriculture کو بحث میں شامل کر دیں۔

میڈم اسپیکر۔ جی۔ میں بس اسی پر آرہی تھی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ It is very simple.

میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب۔ بہت اچھی suggestion ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ اب قرارداد لانے کی کیا، ہم ایک دوسرے کے سامنے قرارداد کیوں پیش کرتے ہیں؟ debate کو农业 recommendations پر ایک دن۔ اور بحث لے لو۔ اور بحث میں اُن تجاذبیز کو شامل کرلو۔

میڈم اسپیکر۔ ابھی میں پہلے اس قرارداد کی منظوری لوں۔ پھر اسکے بعد بات کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ قرارداد نمبر 97 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 97 منظور ہوئی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ شاہدہ صاحب! ایک منٹ۔ میں ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ ابھی جیسے ڈاکٹر صاحب نے تجویز دی کہ ہم ہر روز ایک

دن متعدد کریں گے specific کسی بھی ڈیپارٹمنٹ پر تاکہ وہ، چونکہ اسوقت بجٹ بھی آئیوا لا ہے۔ تاکہ تمام ممبران گھل کر اس پر بات کریں۔ اپنی suggestions دیں۔ تو ہم next اجلاس سے یہ سلسلہ شروع کریں گے تاکہ تمام اراکین کی جو suggestions ہیں، وہ بھی سامنے آجائیں۔ اور ہم ایک بہتر انداز میں ترقی کو آگے بڑھا سکیں۔ جی ڈاکٹر، جی شاہدہ روف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ روف۔ شکر یا آپ نے مجھے ڈاکٹر کا یہ اعزاز دے دیا اپنے صاحبہ۔
میڈم اپنے۔ بن جائیں گی انشاء اللہ ایک دن۔

محترمہ شاہدہ روف۔ میرے ہاتھ میں اخبار یہ ہے انتخاب، کوئی 11 اپریل کا ہے۔ میں اسکی شہر سرخی پڑھنا بھی چاہوں گی اور دکھانا بھی چاہوں گی۔ جس میں لکھا ہوا ہے ”کہ محکمہ صحت میں کروڑوں کی بے ضابطگی۔ cardiac کی بغیر مذکور خریدے گئے۔ سول ہسپتال اور B.M.C ہسپتال میں stent کیلئے 500 stent بغیر مذکور خریدے گئے۔ جس میں سے ایک stent ایک لاکھ روپے میں خریدا گیا۔ جو تمانہ کا رہ تھے۔ جس میں سے کچھ استعمال ہوئے۔ یہ 11 اپریل کے اخبار میں شہر سرخی ہے۔ اور آج صحیح کا جگہ اخبار ہے۔“ stent پروگرام کو توسعی دیکھ عوام کی خدمت جاری رکھیں گے، وزیر صحت۔ 490 مریض استفادہ کر چکے ہیں۔ Cardiology institute کے قیام پر کام ہورا ہے، رحمت بلوچ کی پریس کانفرنس،“۔ اپنے صاحبہ! یہاں وزیر محترم صاحب نہیں ہیں اگر ہوتا تو اچھا ہوتا کیونکہ وہ صحیح آئے بھی تھے۔ اس سے پہلے ہو سکتا ہے اسمبلی کے اندر ہوں۔ اگر وہ مجھے سن رہے ہیں تو میری گزارش ہوگی اُن سے کہ وہ آئیں۔ اور اس اہم مسئلے کو سنبھیں۔ یہ دو اخبار، دونوں authentic news ہیں۔ کیونکہ public تک پہنچنے کا کوئی بھی خبر کا ذریعہ ہمارے اخبار ہیں۔ 11 اپریل کو ایک خبر شائع ہوتی ہے جو آپ کے محکمہ صحت کی کارکردگی پر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ اور آپ کل پریس کانفرنس کرتے ہیں اور ان چیزوں پر، جس پر انگلی اٹھائی گئی ہے۔ اور جس پر کہا گیا ہے کہ وہ stent ناکارہ تھے۔ وہ بغیر مذکور خریدے گئے۔ آپ قوم کو پھر عندید یہ دیدتے ہیں کہ ہم اُس پروگرام کو توسعی بھی کر رہے ہیں اور جاری بھی رکھیں گے۔ اگر وزیر محترم صاحب یہاں ہیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی توسط سے یہ چاہوں گی اگر اسوقت نہیں ہیں وزیر محترم تو اگلے اجلاس میں یا تو اس چیز کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے وہ اس چیز کی پوری تحقیقات کریں۔

میڈم اپنے۔ Please give your point.

محترمہ شاہدہ روف۔ کیونکہ یہ کوئی بہت چھوٹا issue نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے یہ آپ کے محکمہ

صحت کی کارکردگی کے اوپر بہت بڑی، میں کہتی ہوں وہ killing کا ٹیکنیک ہمیں ہوتا؟، وہ ولی چیز ہے۔ یعنی آپ کے وزیر صحت کو کیوں پر لیں کافنس کرنی پڑ رہی ہے؟ اور جب یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ تو میں ان سے یہ پوچھوئی کہ انہوں نے اس پر کیا action لیا ہے؟

میڈم اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے، جھوٹ ہے یا جو بھی ہے۔ تو انہوں نے اس پر قانونی چارہ جوئی کی ہیں؟ ان لوگوں کو کیا کہا گیا ہے۔ اور پھر اگر وہ اس خبر کے اوپر ہمیں یہ کہتے ہیں ”کہ ہم اسکومزید جاری رکھیں گے“، تو یہ بلوچستان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔

میڈم اسپیکر۔ آپکا point آگیا۔ ڈاکٹر صاحب جواب دینا چاہتے ہیں۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ اس حوالے سے اگر آپ ایک تھوڑا سا ایک سینڈمزید آپ مجھے permission دیں۔ وزیر اعظم صاحب آئے تھے۔ انہوں نے اپنے National Health Program جو ہے اُسکے بارے میں جو یہاں اعلان کیا۔ آپکی توسط سے صرف میں یہ کہوئی کہ یہاں جودو سینٹرز بنائے گئے ہیں۔ وہاں لوگوں نے approach کیا ہے۔ اور انکونہ سناؤ گیا ہے۔ انکو کہا 3 مہینے بعد آ جائیں۔ تو اس پر kindly آپ اپنی کوئی وہ دیدیں کہ وزیر صحت ہمیں اس پر بھی information دیں۔

میڈم اسپیکر۔ جی۔ ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج۔ شکر یہ میڈم۔ میرے خیال میں جو questions raise کیے ہیں، اس پر کافی بحث ہوئی ہے۔ رحمت صاحب نے یہاں تفصیل ادی ہے۔ تو دیکھیں ناں! جب آپ کام کرتے نہیں ہیں تو کوئی تنقید نہیں کرتا ہے۔ کوئی میں angioplasty، angiography، C.T scan سارے بند نہ ہے۔ کوئی پرواد نہیں تھی۔ اب اگر موجودہ گورنمنٹ نے وہاں angiography شروع کیے ہیں۔ اسکے لئے angioplasty شروع کیے ہیں۔ جو ہے نا ایسا نہیں ہے۔ stent ایسی چیز نہیں ہے کہ جا کر آپ کبھی، کوئی کہتا ہے کہ دو نمبر کے لگائے ہیں۔ کبھی کہتا ہے جی فلاڈیکھیں۔ یہ باقاعدہ جو وہاں cardialogist ہے۔ انکی recommendation کے مطابق لیئے گئے ہیں۔ اور وہ اب تک لگا چکے ہیں۔ میں آپکو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کو credit جاتا ہے کہ اُس نے یہاں پر angioplasty شروع کی ہے۔ یہ غریب کی بس کی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی observations ہیں۔ کیونکہ ہماری گورنمنٹ اس پر بڑا clear purchase ہوتی ہیں وہ ایک rules and

procedure کے مطابق ہوتے ہیں۔ منشہ صاحب آریگا۔ اُسکو بھی satisfy کر لیگی۔ اور وہ بتا بھی دیگی اس نے کافی ایک، دو دفعہ بھی بتایا تھا کیونکہ مجھے پتہ ہے خود اس چیز کا کہ ایک میرے اپنے کسی دوست نے کہا کہ جی یہ تو used شدہ تھے۔ میں نے کہا آپ کیا بات کر رہے ہیں۔ stent use شدہ کیسے پر جو ہے نا۔ وہ ایسا تو نہیں ہے کہ سرخ ہے کوئی جا کر دھوکر کے پھر لگایتا۔ تو اسیں ڈاکٹر کہوں یا؟۔ اچھا OK۔ کیونکہ اگر ڈاکٹر ہوتے تو تب آپ کی سمجھ میں آ جاتی کہ stent کیا ہے۔ اور کس طرح وہ replaceable نہیں ہے۔ تو میں آپکو شاہدہ بی بی ایمانداری سے کہتا ہوں کہ انہار جمٹ صاحب آریگا۔ آپکی یہ تمام چیزوں کی جواب بھی دے دیگا۔ دوسرے وزیر اعظم کی پروگرام 2 دن ہوئے شروع ہوئی ہے۔ اگر کوئی ابھی تک properly یہاں تین یا چھ ہسپتالوں کی ان لوگوں نے visit کیئے ہیں۔ فی الحال وہ ہسپتال جو پہلی میں رکھ رہے ہیں۔ اُنکی اُن لوگوں نے visit کیئے ہیں۔ اور ہماری گورنمنٹ کی کوشش ہے۔ کیونکہ میں اُنکی تمام process میں involve رہا ہوں۔ اس لیئے میں بتا رہا ہوں۔ تو وہ بالکل جو ہے نا یہاں بھی رکھ لیں گے۔ اگر اسی Hospitals کے quality آ کر کے آپکو جواب دے دیگا۔ یہ سُنی سُنی باتوں پر آپ دھیان نہیں دیں۔ مطلب credit نہیں دے رہے ہیں کہ 500 مریضوں کو stent لگ گیا ہے۔ credit یہ ہے کہ اسکے جو ہے نا زیادہ پیسوں سے لیا ہے۔

جی thank you

میدم اپسیکر۔ thank you جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب۔

وزیر منصوبہ بنڈی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیوڈی اے، بی ٹی ڈی اے۔ بڑی مہربانی آپکی کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے بولنے دیا۔ صرف ریکارڈ کی درستگی کیلئے۔ ہمارے ہسپتالوں میں، سنڈیکن سول ہاسپیٹ بالخصوص 1905 یا 1907 سے angeoplasty شروع ہوئی۔ اُسکے 2 سال بعد angiography شروع ہوئی۔ اُسکے 2 سال بعد angioplasty ہوتی رہی۔ جب یہ مشین خراب ہوا۔ ہماری گورنمنٹ نے اُس مشین کو پھر چلتا کیا۔ یہ اس ریکارڈ کی درستگی کیلئے۔ اُس دن جب رمضان میں انہوں نے سیمینار کیا تھا۔ پروفیسر نے یہ بات کہی تھی کہ ہم نے شروع کیا۔ دوسری بات پھر یہ appreciable ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے کم از کم وہ خراب مشینوں کو پھر revive کیا اور یہ سروں شروع ہو گئی۔ دوسری بات جو stent کی ہے۔ میں ایک stent تو اس قسم کا ہے جو drug نہیں ہوتا ہے۔ وہ ستنا ہوتا ہے۔ اور دوسری قسم کا جو stent ہے وہ drug ہوتا ہے۔ زیادہ دیر چلنے والا ہے، وہ مہنگا ہوتا ہے۔ تو

2016ء مئی 05

بلوچستان صوبائی اسمبلی

30

ہماری گورنمنٹ نے، اگر میں کچھ سمجھا ہوں ٹھیک سے، وہ ستے والے ہیں۔ جو un-drugged ہیں، ان غریبوں کیلئے جو مہنگے afford نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ والے انکو مفت دینے ہیں۔ تیسری بات جو محترمہ نے کہ ٹینڈر کیوں نہیں ہوئے ہیں۔ یہ پہنچنیکل بتیں ہیں technically پھر یہ وزیر صاحب بتائیں گے۔
میڈم اپسیکر۔ ٹھیک ہے۔ thank you

اب اسمبلی کا اجلاس روز ہفتہ 7 مئی 2016ء وقت شام 4 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجے 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)